باب 12
پاکستان کی تجارتِ خارجہ
(FOREIGN TRADE OF PAKISTAN)

آج دُنیا ایک ''گلوبل ویلج'' کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک کو اپنی ضرورت کی مختلف اشیا کے لیے دُنیا کے دیگر ممالک پر انحصار کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہر ملک کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی ضرورت کی تمام اشیا اپنے ملک کے اندر تیار کر سکے۔ اسی طرح دوسرے ممالک کو بھی اپنی ضروریات کے لیے اس ملک سے اشیا درآمد کرنا پڑتی ہیں۔ یوں ہر ملک ان اشیا کو پیدا کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے جو کہ اس ملک میں سستی پیدا ہوتی ہوں یا اس ملک کو اس شے کے پیدا کرنے میں تقابلی برتری حاصل ہو۔ یوں مختلف ممالک عاملینِ پیدائش کی فراہمی اور ٹیکنالوجی وغیرہ کے اختلاف کی وجہ سے مختلف اشیا پیدا کرتے ہیں اور دوسرے ممالک کو برآمد کرتے ہیں۔ اس طرح مختلف ممالک کے درمیان بین الاقوامی تجارت فروغ پاتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک خام مال اور نیم تیار شدہ اشیا پسماندہ ممالک سے درآمد کر کے ان ممالک کو اشیائے صارفین اور دیگر مصنوعات برآمد کرتے ہیں۔ اسی لیے پسماندہ ممالک بین الاقوامی تجارت میں خسارہ کا سامنا کرتے ہیں۔

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے تجارتِ خارجہ نہایت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ:

(i) تجارت خارجہ سے بہت سی ایسی اشیا کا حصول ممکن ہو جاتا ہے جو کہ اندرونِ ملک تیار کرنا مشکل ہوتی ہیں یا مہنگی تیار ہوتی ہیں۔

(ii) بڑے پیمانے پر اشیا کی پیدائش سے مصارفِ پیدائش کم ہو جاتے ہیں اور بڑے پیمانے کی کفایات حاصل ہوتی ہے۔

(iii) ترقی پذیر ممالک کو مشینری اور ٹیکنالوجی کی درآمد سے معاشی ترقی کی رفتار تیز کرنے میں مدد ملتی ہے۔

(iv) پیداوار میں اضافہ کے نتیجے میں قومی آمدنی اور معیار زندگی میں اضافہ ممکن ہو جاتا ہے۔

12.1 پاکستان کی اہم برآمدات (Major Exports of Pakistan)

پاکستان بہت سی اشیا دوسرے ممالک کو برآمد کرتا ہے۔ ان اشیا میں خام مال، نیم تیار شدہ اشیا اور تیار شدہ اشیا شامل ہیں۔ پاکستان کی زیادہ تر برآمدات امریکہ، جرمنی، جاپان، برطانیہ، متحدہ عرب امارات، فرانس، بنگلہ دیش اور افغانستان کو کی جاتی ہے۔ ان ممالک کو تقریباً 60 فی صد بنتا ہے جبکہ امریکہ کو 15 فیصد، چین کو 9 فیصد، اور یورپی یونین کو 20 فیصد۔

(1) کپاس (Cotton)

کپاس پاکستان کی سب سے اہم نقد آور فصل ہے۔ اس سے پہلے پاکستان کی برآمدات زیادہ تر خام کپاس کی صورت میں تھیں لیکن وقت گذرنے کے ساتھ کپاس کے زیرِ کاشت رقبہ میں اضافہ سے کپاس کی پیداوار بڑھتی رہی ہے تاہم خام کپاس کی اندرون ملک بڑھتی ہوئی ضروریات کی وجہ سے کپاس کی برآمد میں کمی ہو رہی ہے۔ 92-1991 میں پاکستان نے 12944 ملین ڈالر کی خام کپاس برآمد کی اور 04-2003 میں کپاس کی برآمد سے 2.3 بلین ڈالر کا زرمبادلہ حاصل ہوا جبکہ مارچ 2015 تک یہ مالیت 144.7 ملین ڈالر تھی۔

(2) سوتی دھاگہ (Cotton Yarn)

پاکستان کی برآمدات چند اشیا پر مشتمل ہیں جن میں زیادہ حصہ کپاس اور کپاس کی مصنوعات، چمڑا اور چاول پر مشتمل ہے۔ کل برآمدات کا 61 فیصد ان اشیا پر مشتمل ہے۔ پاکستان کی برآمدات میں سب سے زیادہ حصہ ٹیکسٹائل انڈسٹری کا ہے جو کہ کل برآمدات کا تقریباً 55 فی صد بنتا ہے۔

پاکستان کی کل برآمدات میں ان کا فی صد حصہ (Percentage Share) ذیل کے گوشوارہ میں دکھایا ہے۔

پاکستان کی اہم برآمدات (فی صد حصہ)

برآمدی اشیا	2009-10	2010-11	2011-12	2012-13	2014-15
کپاس (Cotton) وسوتی مصنوعات	50.6	52.9	50.1	51.4	54.0
چمڑا (Leather) اور چمڑے کی مصنوعات	4.5	4.4	2.2	4.5	4.40
چاول (Rice)	11.3	8.7	9.0	7.8	8.78
میزان	**66.4**	**66.0**	**61.0**	**63.7**	**67.18**
دیگر اشیا	33.6	34.0	39.0	36.3	22.82
کل میزان	**100**	**100**	**100**	**100**	**100**

Source: Pakistan Bureau of Statistics

پاکستان کی زیادہ تر برآمدات تین اشیا پر مشتمل ہیں۔ جن میں کپاس (Cotton) اور سوتی مصنوعات، چمڑا (Leather)، چاول (Rice) شامل ہیں جو کہ کل برآمدات کا 62.1 فی صد ہیں اور ان میں سے صرف ٹیکسٹائل سیکٹر کا حصہ 49.8 فی صد ہے جبکہ چمڑے کا حصہ 4.5 فی صد اور چاول کا حصہ 8.78 فی صد ہے۔

اس میں سب سے بڑا حصہ سوتی دھاگے کا ہے۔ پاکستان جرمنی، جاپان، بیلجیم، ہانگ کانگ اور چین کو سوتی دھاگہ برآمد کرتا ہے۔ خام کپاس کی برآمدات کم ہونے سے تیار شدہ سوتی دھاگہ کی برآمد میں اضافہ ہوا ہے۔ سال 2014-15 میں کل برآمدات میں سوتی دھاگہ کا حصہ 7.97 فی صد تھا۔

(3) سوتی کپڑا (Cotton Cloth)

پاکستان کی کل برآمدات میں سے 10.48 فیصد سوتی کپڑا پر مشتمل ہوتی ہیں جو کہ جرمنی، جاپان، ہانگ کانگ، روس، سوڈان، امریکہ اور برطانیہ کو کی جاتی ہیں۔

(4) چاول (Rice)

باسمتی چاول پاکستان کی اہم برآمدات میں سے ایک ہے، تاہم ہندوستان اور کچھ دیگر ممالک بھی اسی میدان میں آگے آرہے

ہیں۔ پاکستان کا یہ خوشبودار چاول مشرق وسطیٰ کے ممالک' سعودی عرب' عراق' کویت کے علاوہ برازیل اور ایران کو برآمد کیا جاتا ہے جبکہ اری (Irri) چاول کی بڑی مقدار پہلے بنگلہ دیش اور سری لنکا کو برآمد کی جاتی تھی جس میں اب کمی آچکی ہے۔ پاکستان کی برآمدات میں چاول کا حصہ 06-2005 میں 5.6 فی صد تھا' جو کہ 10-2009 میں بڑھ کر 11.5 فی صد ہوگیا لیکن 11-2010 میں کم ہو کر 8.2 رہ گیا ہے۔ 13-2012 میں چاول کی برآمدات کم ہو کر 7.8 فیصد ہوگئیں۔ سال 15-2014 میں چاول کی برآمدات 1.53 ارب ڈالر رہیں۔

(5) چمڑا اور چمڑے کی مصنوعات (Leather and Leather Products)

پاکستان چمڑے اور چمڑے کی مصنوعات پیدا کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ گذشتہ تیس پینتیس سالوں میں پاکستان نے اس میدان میں بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ اشیا کی کوالٹی اور پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ پاکستان' روس' فرانس' جاپان' سپین اور اٹلی کو چمڑا اور اس کی مصنوعات برآمد کرتا ہے۔ پاکستان کی برآمدات میں اس شعبہ کا حصہ 14-2013 میں 2.2 فیصد تھا جبکہ 15-2014 میں 4.4 فیصد ہوگیا۔

(6) قالین (Carpets)

پاکستان میں ہاتھوں کے بُنے ہوئے اور مشینوں سے تیار کردہ قالین امریکہ' برطانیہ' بیلجیم' جرمنی' اٹلی' فرانس اور سوئٹزرلینڈ وغیرہ کو برآمد کئے جاتے ہیں۔ گذشتہ سالوں میں پاکستان کو بھارت' چین اور ایران کے ساتھ اس میدان میں مقابلہ کا سامنا رہا۔ اس کے باوجود پاکستان کی برآمدات جاری رہیں۔

(7) مچھلی اور مچھلی کی مصنوعات (Fish and Fish Products)

پاکستان مختلف ممالک کو مچھلی اور مچھلی کی مصنوعات برآمد کرتا ہے۔ اس برآمد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور کثیر مقدار میں زرمبادلہ حاصل ہو رہا ہے۔

(8) سبزیاں اور پھل (Vegetables and Fruits)

پاکستان مشرق وسطیٰ کے ممالک کو سبزیاں اور پھل برآمد کرتا ہے۔ لیکن ذخیرہ کرنے' سبزیوں اور پھلوں کی درجہ بندی اور منڈی کی جدید سہولتوں کے فقدان کی وجہ سے سبزیوں اور پھلوں کی برآمد میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوسکا۔

(9) آلات جراحی (Surgical Instruments)

پاکستان کے بنے ہوئے سرجیکل آلات دنیا میں پسند کئے جاتے ہیں اور یہ بھی پاکستان کی اہم برآمدات میں شامل ہیں۔ 02-2001 میں اُنکی برآمد سے 9 ارب روپے کمائے۔

(10) کھیلوں کا سامان (Sports Goods)

کھیلوں کا سامان 91-1990 میں کل برآمدات کا 2.2 فی صد تھا۔ 05-2004 میں 2.1 فیصد ہوگیا جبکہ 15-2014 میں اس کا حصہ 1.3 فیصد رہ گیا۔

(11) ہوزری اور تیار شدہ کپڑے (Hoisery and Ready Made Garments)

اس میں پاکستان کی برآمدات کل برآمدات کا 28.5 فی صد ہیں ان میں نٹ ویئر (Knitwear) 9.6 فی صد، بستر کی چادریں (Bedwear) 8.6 فی صد، تولیہ (Towel) 3.2 فی صد اور ریڈی میڈ گارمنٹس 7.1 فی صد شامل ہیں۔

12.2 پاکستان کی اہم درآمدات (Major Imports of Pakistan)

پاکستان بیرون ملک سے بہت سی اشیا درآمد کرتا ہے۔ ان درآمدی اشیا کو ہم تین بڑی اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1۔ بنیادی اشیا (Primary Goods)

2۔ نیم تیارہ شدہ اشیا (Semi - Manufactured Goods)

3۔ مصنوعات (Manufactured Goods)

پاکستان کی اہم درآمدات میں تیل، کھانے کا تیل، ایلومینیم، سٹیل، ادویات، پلاسٹک، کیڑے مار ادویات، ریشمی دھاگہ، ٹیکسٹائل مشینری، زرعی مشینری اور بجلی کی مشینری وغیرہ شامل ہیں

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ جہاں ہماری برآمدات بڑھ رہی ہیں وہاں درآمدات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور برآمدات کے بالمقابل درآمدات بہت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ 15-2014 کے پہلے دس ماہ میں برآمدات میں اضافہ 1.0 فیصد ہوا جبکہ درآمدات میں اضافہ 1.8 فی صد ہوا۔

15-2014 کے پہلے 10 ماہ میں پٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں 19.4 فیصد کمی ہوئی۔

پاکستان کی اہم درآمدات درج ذیل ہیں۔

(1) اشیائے خوراک (Eatable Goods)

پاکستان کی اشیائے خوراک کی درآمدات میں خشک دودھ، خشک میوہ جات، چائے، مصالحہ جات، خوردنی تیل اور دالیں شامل ہیں۔ یہ کل درآمدات کا 11.4 فیصد بنتی ہیں۔ 15-2014 کے دوران ان اشیا کی درآمد پر 3454 ملین ڈالر خرچ کئے گئے، جبکہ 15-2014 میں بڑھ کر 4205.40 ملین ڈالر خرچ ہوئے۔ خوراک کی اشیاء کی درآمد میں 15-2014 میں 21.8 فیصد اضافہ ہوا۔

(2) مشینری (Machinery)

پاکستان میں درآمد کی جانے والی مشینری میں بجلی پیدا کرنے والی، سوتی دھاگہ تیار کرنے والی مشینری، تعمیراتی مشینری، کان کنی میں استعمال ہونے والی مشینری، بجلی سے چلنے والی اشیا اور بجلی کی مشینری اور زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی مشینری شامل ہے۔ 15-2014 کے پہلے دس ماہ کے دوران ان اشیا کی درآمد پر 4626.5 ملین ڈالر خرچ کئے گئے اور 14-2013 میں اسی دوران یہ رقم 4035.1 ملین ڈالر تھی۔

(3) پٹرولیم مصنوعات (Petroleum Products)

پاکستان کی درآمدات میں پٹرول اور پٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں 15-2014 کے پہلے دس ماہ میں 19.4 فیصد کمی ہوئی اور یہ کمی بین الاقوامی سطح پر تیل کی قیمتوں میں کمی کی وجہ سے ہوئی۔

(4) کیمیکلز اور ادویات (Chemicals and Medicines)

اس گروپ میں مختلف کیمیکل، ادویات اور کیڑے مار ادویات شامل ہیں۔ ان کی درآمدات پر 15-2014 میں 455.604 ملین ڈالر خرچ کئے گئے جبکہ 14-2013 میں یہ رقم 430.088 ملین ڈالر تھی۔

(5) دیگر اشیا (Other Goods)

اس میں چائے کے علاوہ رنگ، گاڑیاں، کاغذ، بورڈ، سٹیشنری کی اشیا، چینی، ریشمی دھاگہ، اور دالیں وغیرہ شامل ہیں جو کہ درآمدات کا تقریباً 5.2 فیصد ہے۔

درآمدات کا رُخ (Direction of Imports)

پاکستان کی زیادہ تر درآمدات ان سات ممالک میں سے ہوتی ہیں۔ ان ممالک میں امریکہ، بھارت، انڈونیشیا، چین، کویت، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔ پاکستان کی درآمدات میں جاپان کا حصہ کم ہو رہا ہے۔ اسکی وجہ سے مشینری اور سرمایاتی اشیا کا دیگر ذرائع سے حصول ہے۔ تیل کی درآمدات میں اضافہ کی وجہ سے سعودی عرب اور کویت کا حصہ بڑھ رہا ہے۔
08-2007 میں ان ممالک سے درآمدات 36.7 فیصد تھیں جبکہ 15-2014 کے پہلے 10 ماہ میں یہ حصہ تقریباً 50 فیصد تھا۔

12.3 پاکستان کا توازن ادائیگیاں (Balance of Payments of Pakistan)

کسی ملک کے باشندوں اور دنیا کے دیگر ممالک کے باشندوں کے درمیان معاشی لین دین کی ادائیگیوں کو توازنِ ادائیگی یا ادائیگیوں کا توازن (Balance of Payments) کہا جاتا ہے۔

> The Balance of Payment is a comprehensive record of all economic transactions of the residents of a country with the rest of the world during a particular year.

جب کسی ملک کی مجموعی وصولی ادائیگیوں کی نسبت زیادہ ہو تو ادائیگیوں کا توازن اس ملک کے حق میں (Favourable) کہلاتا ہے اور جب وصولیوں کی نسبت ادائیگیاں زیادہ ہوں تو ادائیگیوں کا توازن مخالف (Unfavourable) کہلاتا ہے۔

توازنِ ادائیگی میں مرئی اشیا (Visible Items) اور غیر مرئی (Invisible Items) مدات شامل ہوتی ہیں۔ مرئی اشیا (Visible Items) میں سرکاری اور نجی سطح پر درآمد اور برآمد کی جانے والی اشیا شامل ہوتی ہیں، مثلاً پاکستان سے برآمد کی جانے والی اشیا کپاس، چاول، کپڑا، جراحی آلات، قالین وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح درآمدی اشیا میں پٹرول اور پٹرولیم کی مصنوعات، مشینری، کھادیں وغیرہ شامل ہیں جبکہ غیر مرئی مدات میں بیرون ملک پاکستانیوں کی طرف سے بھیجی جانے والی رقوم، سفارتی وفود اور عملہ کے اخراجات، بیرونی امداد، سود اور سرمایہ کاری میں منافع، انشورنس، تعلیم اور سیر و تفریح پر اخراجات اور سفری اخراجات وغیرہ شامل ہیں۔

سال 51-1950 اور 73-1972 کے دوسالوں کے علاوہ پاکستان کا توازنِ ادائیگی ہمیشہ ناموافق (Unfavourable) رہا ہے۔ 51-1950 میں کوریا کی جنگ کی وجہ سے پاکستان کا توازن ادائیگی بہتر ہوگیا۔ اسی طرح 1972 میں روپے کی قدر میں 154.3 فیصد کمی کی وجہ سے 73-1972 میں پاکستان کا توازن ادائیگی موافق ہوگیا جبکہ بقیہ سالوں میں پاکستانی برآمدات کی نسبت درآمدات زیادہ ہی رہیں جن کی وجہ سے توازن ادائیگی پاکستان کے لیے موافق نہ رہا۔

پاکستان کی ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کے اسباب

(1) برآمدات کی نوعیت (Nature of Exports)

پاکستان کی برآمدات میں چند اشیا ہی شامل ہیں۔ جن میں کپاس، چمڑا، چاول، سوتی دھاگہ اور کپڑا، کھیلوں کا سامان اور چند دیگر اشیا شامل ہیں۔ کل برآمدات میں سے کپاس اور اس کی مصنوعات کا حصہ 50.1 فی صد بنتا ہے۔ مزید برآں پاکستان چند ممالک کو ہی یہ اشیا برآمد کرتا ہے۔ مزید منڈیوں تک رسائی نہ ہونے اور جدید مصنوعات کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے پاکستان کا توازن ادائیگی خرابی کا شکار رہتا ہے۔

(2) مصنوعات کی کم قیمت (Low Price of the Products)

پاکستانی مصنوعات کی کوالٹی اچھی نہ ہونے، بین الاقوامی مارکیٹ میں پاکستان کے خلاف ''چائلڈ لیبر'' اور دیگر قسم کے پراپیگنڈہ کی وجہ سے ہم اپنی مصنوعات کی صحیح قیمت وصول نہیں کر پاتے اور کم قیمت پر اشیا کو فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

(3) کوٹہ کی پابندیاں (Quota Restrictions)

پاکستان کو کئی ایسے ممالک کی طرف سے کوٹہ وغیرہ کی پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو کہ پاکستانی مصنوعات کے خریدار ہیں۔ یوں پاکستان اپنی مصنوعات کی ایک خاص مقدار ہی برآمد کر پاتا ہے۔

(4) نسبت درآمد و برآمد کا ناموافق ہونا (Un-Favourable Terms of Trade)

بیرون ملک بیچی جانے والی اشیا کی شرح تبادلہ یا نسبت درآمد و برآمد (TOT) پاکستان کے حق میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ پاکستانی مصنوعات کو بین الاقوامی منڈی میں سخت مقابلہ درپیش ہوتا ہے اور مصنوعات کے معیار کی وجہ سے صحیح قیمت نہیں مل پاتی۔ اس لیے توازن ادائیگی خراب رہتا ہے۔

(5) درآمدات میں اضافہ (Increase in Imports)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس لیے پاکستان کو اپنی ضرورت کی بہت سی مصنوعات بیرون ملک سے درآمد کرنا پڑتی ہیں۔ اس کے علاوہ پٹرول اور پٹرولیم مصنوعات کی بڑھتی ہوئی ضرورت اور قیمتیں بھی ہمارے توازن ادائیگی پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں۔ زراعت کو ترقی دینے کے لیے پاکستان ہر سال کیمیاوی کھادیں، زرعی مداخل اور مشینری درآمد کرتا ہے۔ صنعتی مال کی تیاری کے لیے بھی خام مال اور مشینری درآمد کرنا پڑتی ہے۔ جس پر بہت زیادہ اخراجات آتے ہیں۔ یوں درآمدات پر پاکستان کو بہت بھاری مقدار میں

زرمبادلہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

(6) مصارف پیدائش میں اضافہ (Increase in Cost of Production)

تیل کی مسلسل بڑھتی ہوئی قیمتیں، مہنگی مشینری، اُجرتوں میں اضافہ، خام مال کی خرید پر بڑھتے ہوئے اخراجات، نئی ٹیکنالوجی کے بجائے پُرانی اور فرسودہ مشینری کا استعمال، بجلی کی مسلسل بڑھتی ہوئی قیمتیں، ٹیکسوں کا بڑھتا ہوا بوجھ اور ٹیکس کے نظام میں کرپشن اور دیگر وجوہات کی بنا پر مصنوعات کے مصارف بڑھتے جاتے ہیں۔ اس لیے پاکستانی مصنوعات چین اور دیگر ممالک کی سستی اشیا کا مقابلہ نہیں کر پاتیں۔ نتیجتاً پاکستان کی برآمدات پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح چائنا وغیرہ کی سستی اشیا کی درآمد میں مسلسل اضافہ توازن ادائیگی پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

(7) غیر مرئی درآمدات میں اضافہ (Increase in Invisible Imports)

ہماری غیر مرئی درآمدات مسلسل بڑھ رہی ہیں۔ لوگ بیرون ملک کی فرموں اور اداروں پر زیادہ اعتبار کرتے ہیں۔ بیرونی بیمہ کمپنیوں پر لوگوں کا اعتماد زیادہ ہوتا ہے۔ ملکی فضائی اور بحری جہازوں کی کمپنیاں ملکی ضرورت کو پورا نہیں کر پاتیں۔ جس کی وجہ سے بیرونی کمپنیوں کے لیے زرمبادلہ کمانے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اولیول (O-Level) اور اے لیول (A-Level) کا بڑھتا ہوا جنون (Craze) بھی کروڑوں پونڈ کی ادائیگی کا باعث بنتا ہے۔ اس کے علاوہ علاج معالجہ، سیر و سیاحت وغیرہ پر بھی بہت زیادہ زرمبادلہ خرچ ہوجاتا ہے۔ جس کے منفی اثرات توازن ادائیگی پر مرتب ہوتے ہیں۔

(8) کرنسی کی بیرونی قدر میں کمی (Devaluation of Currency)

پاکستان نے 1972ء میں اپنی کرنسی کی قدر میں 154.3 فیصد کمی کی۔ اس سے برآمدات میں تو اضافہ ہوا، لیکن اس کے ساتھ درآمدات کی قیمتوں میں بھی اسی قدر اضافہ ہوگیا۔ کرنسی کی بیرونی قدر میں کمی کے عموماً دو مقاصد ہوتے ہیں۔ برآمدات میں اضافہ کرنا اور درآمدات میں کمی کرنا، اس سے پہلا مقصد تو حاصل ہوا لیکن دوسرے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا نقصان پاکستان کی معیشت کو یہ ہوا کہ پاکستان کے قرضہ میں راتوں رات کئی گنا اضافہ ہوگیا۔ جس سے مصارف قرضہ بھی بہت زیادہ بڑھ گئے۔ یوں توازن ادائیگی میں خرابی بڑھتی گئی۔

(9) اثرِ نمائش (Demonstration Effect)

پاکستان کے عوام دوسرے ملکوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ اس وجہ سے بھی بیرونی ممالک کی ضرورت کی طلب بڑھتی جاتی ہے اور درآمدات کی مقدار اور اخراجات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور توازن ادائیگی خرابی کا شکار ہوجاتا ہے۔

اگر حکومت ان اسباب کا سدِ باب کرلے تو ادائیگیوں کا توازن کچھ حد تک بہتر ہوسکتا ہے۔

12.4 علاقائی اور بین الاقوامی اقتصادی تنظیمیں اور پاکستان کے حوالے سے ان کا کردار

اقتصادی تعاون کی تنظیم (ECO)، سارک (SAARC)، ڈبلیو ٹی او (WTO)۔ پاکستان ہمیشہ اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ

اچھے تعلقات کا خواہاں رہا ہے۔ خصوصاً اسلامی ممالک کے ساتھ پاکستان نے ہر دور میں اچھے تعلقات کے فروغ کے لیے کوششیں کی ہیں۔ او آئی سی (OIC) کا قیام ہو یا آر سی ڈی (RCD) یا ای سی او (ECO) یا سارک (SAARC)، پاکستان نے ہمیشہ ان علاقائی تنظیموں کے قیام اور ان کی مضبوطی کے لیے اقدامات کئے ہیں۔ اسی طرح ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) کے قیام کے وقت سے ہی پاکستان اس کا رکن ہے۔ ان اداروں کی چند ایک تفصیلات حسب ذیل ہیں:

(1) اقتصادی تعاون کی تنظیم (Economic Cooperation Organization)

ایران اور ترکی ہمارے برادر اسلامی ممالک ہیں۔ ان ممالک نے ہمیشہ پاکستان کے ساتھ تعاون کو فروغ دیا ہے۔ پاکستان بھی ہمیشہ ان کے ساتھ اپنے تعلقات کی مضبوطی کا خواہاں رہا ہے' 8 اکتوبر 2005 کے زلزلہ اور اس کے نتیجے میں ہونے والی تباہی میں بھی ترکی اور ایران نے بڑھ چڑھ کر ریلیف اور بحالی کے کام میں تعاون کیا۔

1964 میں صدر پاکستان ایوب خان نے ایران اور ترکی کو تجویز پیش کی کہ تینوں ممالک مل کر ترقی کے لیے پروگرام بنائیں اور اقدامات کریں۔ ایران اور ترکی نے اس تجویز کو قبول کیا اور یوں علاقائی تعاون برائے ترقی (Regional Cooperation for Development) یا RCD کی بنیاد رکھی گئی اور تینوں ممالک نے باہم مل کر ترقی کے کئی منصوبوں پر عمل درآمد کا آغاز کیا۔

جنوری 1985 میں RCD کا نام تبدیل کر کے ECO یعنی اقتصادی تعاون کی تنظیم (Economic Cooperation Organization) رکھا گیا۔ اس وقت اس کے ارکان میں پاکستان' ایران اور ترکی شامل تھے۔ بعد ازاں اس تنظیم میں سنٹرل ایشیا کے چھ ممالک قازقستان' ازبکستان' ترکمانستان' کرغیزستان' تاجکستان اور آذربائیجان کے علاوہ افغانستان کو شامل کر لیا گیا اور یوں اس کے ممبر ممالک کی تعداد بڑھ کر دس ہو گئی۔ توقع ہے کہ ان ممالک کی شمولیت کے بعد یہ تنظیم مزید بہتر نتائج کی حامل ثابت ہو گی۔

اس تنظیم کے قیام کے تین بنیادی مقاصد ہیں

1۔ باہمی تجارت کا فروغ۔

2۔ مشترکہ سرمایہ سے نئی صنعتوں کا قیام۔

3۔ ممبر ممالک کے وسائل کو باہمی طور پر استعمال میں لا کر فائدہ اٹھانا۔

ان ممالک کو ایک دوسرے کے ساتھ ایک شاہراہ سے جوڑا گیا ہے جو کہ شاہراہ آر سی ڈی (RCD Highway) کہلاتی ہے۔ اس کے علاوہ تجارتی مقاصد کے لیے مشترکہ ہوائی (Air) اور بحری (Navel) کمپنیوں کے قیام کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

(2) سارک (South Asian Association for Regional Cooperation)

جنوبی ایشیا کے ممالک کی تنظیم برائے علاقائی تعاون کا قیام 1983 میں عمل میں لایا گیا لیکن 1985 تک یہ تنظیم پورے طور پر روبہ عمل نہ آ سکی۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد رکن ممالک کے درمیان باہمی تعاون کو فروغ دینا قرار پایا۔ اس تنظیم میں درج ذیل ممالک شامل ہیں۔

(1) پاکستان (2) بنگلہ دیش (3) بھوٹان (4) نیپال (5) مالدیپ (6) سری لنکا
(7) بھارت

اس تنظیم کے قیام کا خیال بنگلہ دیش کے سابق وزیر اعظم جناب ضیاء الرحمن نے 1980 میں پیش کیا۔ لیکن وہ اپنی زندگی میں سارک ممالک کی کوئی بھی کانفرنس (Summit) منعقد نہ کروا سکے۔ تاہم ساتوں ممالک کے خارجہ سیکرٹریوں کو 1981 میں کولمبو میں جمع کیا گیا۔ 1981 تا 1985 کے دوران ان ممالک کے چار اجلاس منعقد ہوئے۔ ڈھاکہ میں 8,7 دسمبر 1985 کو سارک ممالک کے سربراہان کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس نے تنظیم کو عمل میں لانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس اجلاس میں سارک تنظیم کے درج ذیل مقاصد متعین کئے گئے۔

1۔ جنوبی ایشیا کے ممالک کے درمیان اجتماعی خود انحصاری کو بڑھانا اور مضبوط کرنا۔

2۔ ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنا اور باہمی اعتماد سازی کے لیے اقدامات کرنا۔

3۔ رکن ممالک کے درمیان معاشی، ثقافتی، ٹیکنالوجی اور سائنسی میدانوں میں باہمی تعاون اور مدد کو فروغ دینا۔

4۔ باہمی دلچسپی کے موضوعات پر بین الاقوامی فورمز پر مل جل کر یکساں مقاصد رکھنے والا موقف اختیار کرنا۔

5۔ بین الاقوامی اور علاقائی تعاون کی تنظیموں کے ساتھ تعاون کرنا۔

تنظیم نے باہمی تعاون کے فروغ کے لیے گیارہ شعبوں کا تعین کیا جن میں ٹیلی کمیونیکیشن، میٹرولوجی، ٹرانسپورٹ، جہاز رانی، سیاحت، زرعی تحقیق، مشترکہ باہمی منصوبوں کے فروغ، سائنسی، تکنیکی اور تعلیمی میدان میں تعاون کو فروغ دیا۔

تنظیم کی دوسری سربراہی کانفرنس کا انعقاد 17,16 نومبر 1986 کو بنگلور (بھارت) میں، اور تیسری سربراہ کانفرنس کا انعقاد 2 تا 4 نومبر 1987 کھٹمنڈو (نیپال) میں ہوا۔ چوتھی سربراہی کانفرنس 31,30,29 نومبر 1988 کو منعقد ہوئی۔ اسی طرح سارک ممالک کے درمیان تعلقات کو فروغ دینے کے لیے مختلف سارک ممالک میں سربراہی کانفرنسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ 2005 کی سارک سربراہ کانفرنس کا اہتمام پاکستان میں کیا گیا۔

سارک (SAARC) ممالک کے درمیان کئی طرح کے سمجھوتے کئے گئے اور علاقائی بنیادوں پر بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

1۔ سارک کے قیام سے مختلف ممالک کے درمیان اور خصوصاً پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کشیدگی کو کم کرنے اور باہم مل جل کر چلنے کے جذبے کا اظہار ہوا۔ اس کے نتیجے میں۔

(الف) نیوکلیائی تنصیبات (Nuclear Instalation) کا معاہدہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں ہر سال یکم جولائی کو دونوں ممالک اپنی نیوکلیائی تنصیبات کے بارے میں معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں۔

(ب) فضائی سروس (Air Service) کا معاہدہ۔

(ج) ثقافتی معاہدہ: اس معاہدہ کے تحت دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ فائن آرٹس، ثقافت، آثار قدیمہ، تعلیم اور ماس میڈیا میں تعاون کریں گے۔

2۔ سارک ممالک کے درمیان SAARC Food Security Reserve کا معاہدہ کیا گیا۔

3۔ معلومات کے تبادلہ کے لیے SAVE کے نام سے معاہدہ کیا گیا (SAARC Audio Video Exchange): جس کے تحت سارک ممالک ایک دوسرے کے ساتھ آڈیو، ویڈیو پروگراموں کا تبادلہ کرتے ہیں۔ جس سے ایک دوسرے کی ثقافت کو

سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

4۔ سارک ممالک نے باہمی طور پر غربت، دہشت گردی اور منشیات کی سمگلنگ کو روکنے کے لیے اہم اقدامات کئے ہیں۔

5۔ تعمیر و ترقی کے لیے South Asian Development Bank اور South Asian Development Fund (SADF) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

ان معاہدوں کے ذریعے بھی ان ممالک کی تعمیر و ترقی اور باہمی تعاون کو فروغ دینے کی کوششیں جاری ہیں۔

6۔ سارک کھیلوں کا انعقاد تو اب ایک مستقل سرگرمی کے طور پر جاری و ساری ہے۔ جس کے نتیجے میں ساتوں ممالک کے کھلاڑی ہر سال ان کھیلوں میں شرکت کر کے باہمی تعاون کو فروغ دے رہے ہیں۔

(3) ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (World Trade Organization)

آٹھ سال تک جاری رہنے والے مذاکرات کے بعد اپریل 1994 کو رباط (مراکش) میں ہونے والی کانفرنس میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ 1944 میں بریٹن وڈ کانفرنس کے نتیجے میں GATT یعنی General Agreement on Tariff and Trade وجود میں آیا۔ جس کا بنیادی مقصد بین الاقوامی تجارت پر عائد محصولات کو کم کرنا تھا۔ پاکستان 1948ء میں GATT کا رکن بنا۔ اس معاہدہ کے پیش نظر بین الاقوامی تجارت کو آزاد بنانا تھا لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ اسی لیے 1986 سے لے کر WTO کے قیام کے لیے کوششیں ہوتی رہیں۔ بہت سے اختلافات کی وجہ سے یہ سلسلہ 1994 تک جاری رہا۔ 1994 میں یہ معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدہ میں 124 رکن ممالک شامل تھے۔ اس وقت اس کے ارکان کی تعداد 150 ہے۔ تیس دیگر ممالک رکن بننے کے لیے مذاکرات کر رہے ہیں۔ WTO کے 150 ممالک دنیا کی 97 فی صد تجارت پر حاوی ہیں۔

ڈبلیو ٹی او کے قوانین کا اطلاق جنوری 2005 سے ہو چکا ہے۔ WTO کا فیصلہ ساز ادارہ وزارتی کانفرنس ہے۔ جس کا ہر سال کم از کم ایک اجلاس ہوتا ہے۔ اس کے لیے ایک جنرل کونسل ہے۔ جنیوا میں ممبر ممالک کے سفیر اور آئے ہوئے وفود اس کونسل کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد (Goods and Services Council) اور پراپرٹی کونسل ہیں۔ یہ تمام ادارے اپنی رپورٹیں جنرل کونسل کو دیتے ہیں۔ اس کے لیے مختلف حوالوں سے سپیشلائزڈ کمیٹیاں اور ورکنگ گروپ ہیں۔ یہ گروپ مختلف ممالک کے انفرادی معاہدوں اور رکنیت وغیرہ کے معاملات کو دیکھتے ہیں۔

ڈبلیو ٹی او (WTO) کے قیام کے مقاصد (OBJECTIVES OF WTO)

WTO کے درج ذیل مقاصد ہیں۔

1۔ بین الاقوامی تجارت کو آزاد کرنا۔

2۔ کوٹہ ٹیرف، اعانوں (Subsidies) کو ختم کرنا۔

3۔ بین الاقوامی تجارت کو کاروباری چکروں اور اُتار چڑھاؤ سے بچانا۔

4۔ صارفین کو بہتر سہولتوں کی فراہمی۔

5۔ آجرین کو بہتر فوائد کی فراہمی۔

6۔ تجارتی رکاوٹوں، سیاسی، سماجی، قانونی، ثقافتی اور دیگر رکاوٹوں کو دُور کرنا۔

7۔ عالمگیریت (Globalization) اور لوگوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینا۔

WTO کے معاہدات

WTO کے تحت تین بڑے معاہدے کئے گئے ہیں۔ جن کے نتیجے میں رکن ممالک کو بہت سے حقوق حاصل ہو گئے ہیں۔ تمام رکن ممالک کے لیے ان معاہدوں کی پاسداری کرنا لازم ہے۔ معاہدے درج ذیل ہیں۔

(1) معاہدہ برائے زراعت (Agreement on Agriculture)

اس معاہدے کے مطابق رکن ممالک کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ زراعت کے شعبے میں دیئے جانے والے اعانوں (Subsidies) کو کم کر کے 1986 کی سطح پر لے آئیں۔ اس معاہدہ کے مطابق:

(الف) کوئی ملک اپنے کسانوں کو اعانہ (Subsidy) نہیں دے گا۔

(ب) کوئی ملک کسی دوسرے ملک کی پیداوار پر اپنے ملک میں پابندی نہیں لگائے گا۔

(ج) کوئی ملک زرعی برآمدات پر اعانہ (Subsidy) نہیں دے گا۔

لیکن ان شرائط پر ابھی تک اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔

امریکہ، یورپی یونین، جاپان اور کوریا وغیرہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں جبکہ دیگر ممالک چاہتے ہیں کہ ایسا کیا جائے۔ امریکہ میں دی جانے والی سبسڈی 30 فی صد ہے جبکہ پاکستان کو صرف 10 فی صد کی اجازت دی گئی ہے۔

(2) تجارت سے متعلق انٹیلکچوول پراپرٹی رائٹس
(Trade Related Intellectual Property Rights)

ترقی یافتہ ممالک خصوصاً امریکہ جیسے ممالک کا مطالبہ ہے کہ چونکہ زیادہ تحقیق (Research) ان ممالک میں ہو رہی ہے جبکہ اس سے فوائد دوسرے بھی اٹھاتے ہیں۔ اس لیے ان ممالک پر لازم قرار دیا جائے کہ جو ادارہ کوئی سافٹ ویئر ٹیکنالوجی وغیرہ استعمال کرے وہ اس ٹیکنالوجی کو ایجاد کرنے والے فرد یا ادارے کو اس پر رائلٹی ادا کرے اور اس ادارے کو اس کی فروخت کے مکمل اختیارات ہونے چاہئیں۔

(3) تجارت سے متعلق سرمایہ کاری کا معاہدہ (Trade Related Investment Agreement)

اس معاہدہ کے تحت WTO کے ممبر ممالک ایک دوسرے ملک میں سرمایہ کاری کر سکیں گے اور ان پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

WTO کے پاکستان پر اثرات (Impact of WTO on Pakistan)

(1) زراعت پر اثرات (Impact on Agriculture)

معاہدہ برائے زراعت کی رو سے پاکستان کے لیے لازم ہوگا کہ زرعی مداخل یعنی بیج، کھاد اور زرعی ادویات پر سے اعانے (Subsidies) کو کم کیا جائے۔ اس کا اثر پاکستان کے زرعی شعبہ میں زرعی پیداوار کے مصارف میں اضافہ کی صورت میں نکلے گا۔ جس کے نتیجے میں پاکستان کی زرعی پیداوار کی قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔ آزادانہ تجارت کی وجہ سے بیرونی زرعی اشیا کی کم قیمت پر فراہمی پاکستان پر

بڑے اثرات مرتب کرے گی اور زرعی درآمدات میں اضافہ ہوگا، کپاس اور کپاس سے تیار کردہ اشیا کی برآمد میں کمی ہو سکتی ہے لیکن اگر ہم اچھی منصوبہ بندی کے ذریعے اپنے مصارف پیداوار میں کمی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ نئی منڈیاں تلاش کریں۔ اچھے بیج اور کھادوں کے استعمال اور زرعی مشینری کے استعمال سے پیداوار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اور پاکستان اس معاہدے کے بُرے اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

(2) صنعتوں پر اثرات (Impact on Industries)

صنعتی شعبہ میں پاکستان کو بہت زیادہ دباؤ کا سامنا ہے۔ پاکستان کا صنعتی شعبہ پہلے بھی بہت زیادہ تسلی بخش انداز میں ترقی کی منازل طے نہیں کر رہا تھا اور اب چین، بھارت، فلپائن اور تھائی لینڈ وغیرہ کی سستی اشیا کے ساتھ سخت مقابلہ درپیش ہے۔ درآمدی اشیا کا ایک سیلاب ہے جو چلا آ رہا ہے۔ اس وجہ سے آجر اور تاجر اندرون ملک اشیا پیدا کرنے کے بجائے چائنا وغیرہ سے مال تیار کروانے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اس سے ملکی صنعت پر بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ٹیکسٹائل کی صنعت اس وقت بہت زیادہ دباؤ کا شکار ہے۔ کوٹہ کی پابندیوں کے خاتمہ کے بعد ہمیں کئی ملکوں کے ساتھ مقابلہ درپیش ہوگا۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں مزید محنت کرنی ہوگی۔ صنعتی شعبہ میں کام کرنے والے مزدوروں اور دیگر افراد کی بہتر ٹریننگ پر توجہ دینا ہوگی۔ ٹیکسٹائل مشینری کو جدید بنانا ہوگا۔ خام اشیا کی برآمد کی بجائے تیار شدہ اشیا کی پیداوار پر توجہ دینا ہوگی۔ اسی طرح دیگر صنعتوں کی بہتری پر توجہ دے کر ہم ان حالات کا مقابلہ کر سکیں گے۔

توازنِ ادائیگیوں پر اثرات (Impact on Balance of Payments)

اعانوں (Subsidies) میں کمی کرنے سے ہماری صنعتی اشیا کی پیداواری لاگت بڑھے گی۔ بین الاقوامی مارکیٹ میں سخت مقابلہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہماری صنعتی اشیا کا معیار بھی کم درجہ کا ہے۔ پاکستان جو اشیا دیگر ممالک کو برآمد کرتا ہے ان کی تعداد بھی کم ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر ہماری برآمدات پر بُرے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اور ہمیں مشکل صورت حال کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

پاکستان دوسرے ممالک سے بہت سی اشیا درآمد کرتا ہے۔ WTO کے نتیجے میں پاکستان کی درآمدات کی قیمت کم ہونے کی توقع ہے لیکن دوسری طرف درآمدات کی بڑھتی ہوئی مقدار کی وجہ سے ہمارا درآمدی بل مسلسل بڑھ رہا ہے۔

درج بالا وجوہ کی بنا پر پاکستان کے توازن ادائیگی کے مزید خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ البتہ توازن تجارت کو بہتر کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان بھی برآمدات کو بڑھانے اور برآمدات کا معیار بہتر بنا کر بین الاقوامی منڈی میں مقابلہ کرنے کی صورت میں WTO کے قوانین سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

WTO کے سماجی و ثقافتی اثرات (Cultural and Social Impacts of WTO)

بین الاقوامی منڈی میں آزادانہ تجارت کے بڑھنے سے ہر طرح کی اشیا کی درآمد بڑھنے سے بہت سی سماجی، ثقافتی تبدیلیاں آنے کے امکانات ہیں۔ معاشرتی تبدیلیاں، مذہبی روایات کے کمزور ہونے کی صورت اختیار کریں گی۔ مادیت بڑھے گی۔ معاشرتی روایات اور باہمی رشتے کمزور ہوں گے۔

ان قوانین کے اطلاق کی صورت میں امیر ممالک زیادہ فائدہ اٹھائیں گے۔ بڑے ادارے کی اجارہ داریاں قائم ہونے کے امکانات ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی قوت میں اضافہ ہوگا۔ اس کے نتیجے میں ایک طرف تو غریب ممالک میں ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کی طرف سے

سرمایہ کاری بڑھے گی۔ روزگار کے مواقع پیدا ہونگے۔ درآمدی اشیا کے متبادل اندرون ملک پیدا ہونگے۔ دوسری طرف یہ کمپنیاں اپنا منافع اپنے ہیڈکوارٹرز اور متعلقہ ممالک کو بھیجیں گی جس سے ان کی قوت میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس صورت حال کے پیش نظر پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک کو بہت سوچ سمجھ کر اپنی پالیسیاں مرتب کرنا ہوں گی۔

12.5 بیرونی شرح مبادلہ (Foreign Exchange Rate)

شرح مبادلہ سے مراد وہ شرح ہے جس پر کسی ایک ملک کے زر (Currency) کا تبادلہ دوسرے ملک کے زر سے کیا جاتا ہے۔
بالفاظ دیگر شرح مبادلہ (Exchange Rate) کسی ایک ملک کی کرنسی کی دوسرے ملک کی کرنسی میں قیمت ہوتی ہے۔
(It is the price of currency in terms of other currencies)

کرنسی کی بیرونی شرح مبادلہ کا تعین حکومت یا اس کا مرکزی بنک کرتا ہے یا زر کی منڈی میں زر کی طلب اور زر کی رسد کی قوتوں سے ہوتا ہے۔

وہ شرح مبادلہ جس پر زر کی منڈی میں بیرونی کرنسی کی طلب اور رسد باہم مساوی ہوتے ہیں "توازنی شرح مبادلہ" کہلاتی ہے۔

شرح مبادلہ کی اقسام

شرح مبادلہ کی اپنے تعین کے حوالے سے دو اقسام ہیں

1۔ معین شرح مبادلہ (Fixed Exchange Rate)

2۔ لچکدار شرح مبادلہ (Flexible or Floating Exchange Rate)

(1) معین شرح مبادلہ (Fixed Exchange Rate)

معینہ شرح مبادلہ کا تعین کسی بھی ملک کی زری ایجنسی (مرکزی بنک) کرتی ہے۔ بین الاقوامی لین دین اسی شرح سے کیا جاتا ہے۔

معین شرح مبادلہ کے فوائد (Merits of Fixed Exchange Rate)

(1) بین الاقوامی تجارت میں فائدہ

(1) معین شرح مبادلہ کے نتیجے میں درآمدات و برآمدات کی قیمتوں کا پیشگی علم ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے برآمد کنندگان اور درآمد کنندہ کو اپنے نفع ونقصان کا پیشگی اندازہ ہوتا ہے جو کہ بین الاقوامی تجارت کے فروغ کی بنیاد ہے۔

(2) زری ایجنسی کو بہت ذمہ داری کا ثبوت دینا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے مرکزی بنک صورت حال کو قریب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(3) سرمایہ کی درآمد اور برآمد میں استحکام پیدا ہوتا ہے کیونکہ سرمایہ کاروں کو اپنے سرمایہ کی صحیح قدر کا پیشگی اندازہ ہوتا ہے۔

(4) کرنسی کی قدر بڑھانے یا گھٹانے پر سٹہ باز اثر انداز نہیں ہو پاتے۔

معین شرح مبادلہ کے نقصانات (Demerits of Fixed Exchange Rate)

(1) معین شرح مبادلہ برقرار رکھنے کے لیے حکومت کو بڑی مقدار میں زرمبادلہ کے ذخائر رکھنا پڑتے ہیں۔

(2) حکومت کو شرح مبادلہ کنٹرول کرنے کے لیے سخت پالیسی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ جس کا نتیجہ بعض اوقات مناسب کے بجائے غلط تخصیص کی صورت میں نکلتا ہے۔

(3) بعض اوقات حکومت کو مکمل روزگار کی منزل کے حصول کے لیے کچھ اقدامات کرنے کے سلسلہ میں دشواری پیدا ہوتی ہے۔ حکومتی اقدام کے نتیجے میں فرض کریں کہ قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے اثرات برآمدات پر پڑیں گے۔

(4) شرح مبادلہ کو ہمیشہ کے لیے معین رکھنا ممکن نہیں ہوتا' برآمدات ودرآمدات کے پیش نظر اس کو کم وبیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔

(2) لچکدار شرح مبادلہ (Flexible or Floating Exchange Rate)

اس نظام کے تحت شرح مبادلہ کا تعین بیرونی کرنسی کی طلب ورسد کی قوتوں سے ہوتا ہے اگر بیرونی کرنسی کی رسد اس کی طلب سے زیادہ ہوگی تو شرح مبادلہ کم ہوجائے گی اسے معاشی اصطلاح میں Depreciation کہا جاتا ہے اور اگر طلب، رسد کے مقابلہ میں زیادہ ہو تو شرح مبادلہ بڑھ جائے گی اس صورت میں بیرونی کرنسی کی قدر بڑھ جائے گی۔ اسے معاشی اصطلاح میں Appreciation کہتے ہیں۔

لچکدار شرح مبادلہ کے فوائد (Merits of Floating Exchange Rate)

(1) چونکہ شرح مبادلہ طلب ورسد کی قوتوں کی وجہ سے متعین ہوتی ہے اور مرکزی بنک کو اس میں مداخلت نہیں کرنی پڑتی اس لیے یہ نظام نسبتاً آسان ہے۔

(2) طلب ورسد میں اُتار چڑھاؤ کے نتیجے میں شرح مبادلہ میں بھی اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے اور یوں شرح مبادلہ دُرست سمت اختیار کرتی رہتی ہے۔

(3) اس صورت میں بڑی مقدار میں زرمبادلہ رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(4) حکومت کے لیے اپنی پالیسیوں میں تبدیلیاں اور حالات کے مطابق نئی پالیسی اختیار کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

(5) بین الاقوامی ایجنسیوں مثلاً آئی ایم ایف (IMF) وغیرہ کی طرف سے قرضے لے کر شرح مبادلہ کو درست کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی اور سسٹم میں ایسے اداروں کی مداخلت کو روکنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔

نقصانات (Demerits)

1۔ یہ نظام اسی وقت فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے جب زرمبادلہ کی منڈی میں مکمل مقابلہ کی کیفیت ہو۔ اجارہ داریوں کی موجودگی میں یہ نظام پوری طرح روبہ عمل نہیں ہوسکتا۔

2۔ بہت سے اندرونی اور بیرونی عوامل کی بنا پر شرح مبادلہ کا تعین ہوتا ہے۔ اس کے اثرات دوسرے ممالک پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

3۔ زر کی منڈی میں سٹہ بازی کی وجہ سے کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور مارکیٹ میں اُتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔

4۔ درآمد کنندگان اور برآمد کنندگان کیلئے خطرہ (Risk) بڑھ جاتا ہے۔

5۔ اس نظام کی بدولت ملک میں افراط زر پیدا ہوتا ہے اور قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے عوام پریشانی کا شکار ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

ستمبر 1971 کو پاکستان کے روپے کو امریکی ڈالر کے ساتھ وابستہ کیا گیا۔ 8 جنوری 1982 تک یہ وابستگی جاری رہی۔ 8 جنوری 1982 کو پاکستانی روپے کو ڈالر سے عدم وابستہ (Delink) کر دیا گیا۔ اب حکومت منظم لچک پر مبنی شرح مبادلہ (Managed Floating Exchange Rate) کا نظام اختیار کئے ہوئے پاکستانی روپے کی وابستگی بڑی بڑی کرنسیوں کے ساتھ ہے۔ شرح مبادلہ کا نظام اختیار کرنے کا مقصد زری منڈی میں سٹہ بازی (Speculation) کے اثرات کو ختم کرنا ہے۔ پاکستانی روپے کی شرح مبادلہ ہفتہ وار بنیادوں پر مرکزی بنک متعین کرتا ہے۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیئے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ملکوں کو برآمد کرتے ہیں۔

(الف) خام اشیا　(ب) نیم تیار شدہ اشیا

(ج) تیار شدہ اشیا و مصنوعات　(د) اشیائے خوراک

2۔ پاکستان درآمد کرتا ہے۔

(الف) چاول　(ب) ٹیکسٹائل مصنوعات

(ج) کھیلوں کا سامان　(د) پٹرولیم مصنوعات

3۔ پاکستان برآمد کرتا ہے۔

(الف) پھل اور سبزیاں　(ب) اشیائے خوراک

(ج) تعمیراتی سامان　(د) دفاعی ساز و سامان

4۔ پاکستان کی درآمدات میں سب سے زیادہ اخراجات ہوتے ہیں۔

(الف) اشیائے خوراک پر　(ب) مشینری پر

(ج) خوردنی تیل　(د) کھادوں پر

5۔ پاکستان نے پہلی بار اپنی کرنسی کی قدر میں کمی کی۔

(الف) 1955ء　(ب) 1958ء

(ج) 1963ء　(د) 1972ء

6۔ پاکستان چاول برآمد کرتا ہے۔

(الف) برطانیہ، فرانس اور جرمنی کو　(ب) ترکی، عراق اور سری لنکا کو

(ج) تاجکستان، ترکمانستان، آذربائیجان کو　(د) مشرق وسطی کے ممالک، برازیل، ایران کو

7۔ علاقائی تعاون کی تنظیم کا نام ہے۔

(الف) ECO (ب) GATT

(ج) WTO (د) OIC

8۔ سارک کا قیام عمل میں لایا گیا۔

(الف) 1975 (ب) 1990

(ج) 1980 (د) 1985

9۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔

(الف) 1990 (ب) 1987

(ج) 1994 (د) 1997

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

1۔ پاکستان کی برآمدات میں ________ کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔

2۔ پاکستان کی نسبت درآمد و برآمد ________ رہتی ہے۔

3۔ پاکستان میں ______ شرح مبادلہ نافذ ہے۔

4۔ RCD کا نام تبدیل کر کے ______ رکھا گیا۔

5۔ 8 جنوری ______ تک پاکستانی روپیہ امریکی ڈالر کے ساتھ وابستہ رہا۔

6۔ WTO کے معاہدہ TRIPS کے مطابق ہر ملک اپنی ایجادات اور ______ کا مالک ہوگا۔

7۔ WTO کے قیام کا مقصد ______ تجارت کو آزاد کرنا ہے۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
پاکستان کی برآمدات	مرئی و غیر مرئی اشیا کا حساب	
توازن ادائیگی میں خسارہ کی صورت میں قرض	شرح تبادلہ	
پاکستان، ایران، ترکی	RCD	
پاکستان کی درآمدات میں شامل ہیں	تجارتی معاہدہ	
SAARC	آئی ایم ایف	
ایک کرنسی کی دوسری کرنسی میں قیمت	ٹیکسٹائل اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات	

توازن ادائیگی	EEC	
توازن تجارت	جنوبی ایشیا	
WTO	نیم تیار شدہ اشیا و مصنوعات	
	مرئی اشیا کا حساب	
	مشینری، پٹرولیم، کیمیکلز	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1۔ پاکستان کی اہم درآمدات کونسی ہیں؟
2۔ پاکستان کی اہم برآمدات کونسی ہیں؟
3۔ توازن ادائیگی سے کیا مراد ہے؟
4۔ توازن تجارت سے کیا مراد ہے؟
5۔ توازن تجارت کس صورت میں موافق ہوتا ہے؟
6۔ توازن ادائیگی کب موافق ہوتا ہے؟

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ توازن ادائیگی میں خرابی کی وجوہات لکھیے؟
2۔ پاکستان کی تجارت خارجہ کے اہم نکات تحریر کریں۔
3۔ پاکستان کی اہم درآمدات اور برآمدات تفصیل سے لکھیں۔
4۔ پاکستان کی ادائیگیوں کے توازن میں خرابی کے کیا اسباب ہیں اور انہیں کیسے دُور کیا جا سکتا ہے؟
5۔ WTO سے کیا مراد ہے؟ اس کے مقاصد تفصیل سے لکھیں۔
6۔ WTO کے پاکستان پر اثرات تفصیل سے لکھیں۔